پروین اعتصامی

پروین اعتصامی

بیسویں صدی کی نئی فارسی شاعری میں پروین اعتصامی کا نام مشہور و مقبول بھی ہے اور بلند و محترم بھی۔ وہ اپنے وقت کی بہت بڑی شاعرہ گزری ہیں۔ پروین کا اصل نام پروین یوسف ہے۔ ان کے والد یوسف اعتصامی (اعتصام الملک آشتیانی) مشہور ادیب و شاعر تھے اور ان کے دادا اعتصام الملک ابراہیم بھی بڑے عہدے پر فائز تھے۔ پروین کا خاندان ''آشتیانی'' خاندان کہلاتا ہے۔ اسی علمی خاندان میں ۱۹۵۶ء میں تبریز میں ان کی پیدائش ہوئی۔ بچپن سے وہ اپنے والد کے ساتھ تہران میں رہیں۔ ۱۹۲۵ء میں پروین نے تعلیم سے فراغت پائی اور اسی سال کرمان شاہ میں اپنے چچازاد بھائی سے ان کی شادی ہوئی۔ پروین اعتصامی نے مختصر زندگی پائی اور ۳۵ سال کی عمر میں ۱۹۴۱ء میں تہران میں ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کی لاش قم لائی گئی جہاں وہ اپنے خاندانی قبرستان ''صحن جدید'' میں دفن ہوئیں۔

پروین اعتصامی کو شعر و شاعری کا شوق ورثہ میں ملا تھا اور وہ بچپن ہی سے اس فن لطیف میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ پروین کا دیوان ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا جو قصائد و مثنویات اور قطعات پر مشتمل ہے۔ پروین ''سبک خراسانی'' کی شاعرہ ہیں اور اس طرز شاعری کی خصوصیت یعنی سادگی ان کے یہاں پوری طرح نمایاں ہے۔ پروین نے غزل کبھی نہیں کہی۔ وہ اصلاً نظم کی شاعرہ ہیں۔ تنقیدی، سماجی اور اخلاقی موضوعات پر انھوں نے تمثیلی انداز میں خوبصورت اور اہم نظمیں لکھی ہیں۔ پروین کی اخلاقی نظم ''شرط نیک نامی'' آپ کی اس نصابی کتاب میں شامل ہے۔

(۲)

شرط نیک نامی

نیک نامی نباشد از رهِ عُجب　　خنگ آز و هوس همی راندن
خستگان را ز طعنه جان خستن　　دلِ خلق خدای رنجاندن
خود سلیمان شدن به ثروت و جاه　　دیگران را ز دیو ترساندن
با در افتادگان ستم کردن　　زهر را جای شهد نوشاندن
اندر امیدِ خوشهٔ هوسی　　هر کجا خرمنی ست، سوزاندن
گمرهان را رفیقِ ره بودن　　سر ز فرمان عقل پیچاندن
عیب پنهان دیگران گفتن　　عیب پیدای خویش پوشاندن
گویمت شرطِ نیک نامی چیست　　زان که این نکته بایدت خواندن

خاری از پای عاجزی کندن
گردی از دامنی بیفشاندن

(پروین اعتصامی)

مشکل الفاظ کے معانی

عجب	=	گھمنڈ
رہِ عجب	=	گھمنڈ کے راستہ سے، مراد ہے: گھمنڈ کے ساتھ
نگ	=	گھوڑا
آز	=	لالچ
ہوس	=	خواہش، نفس کی تمنا، حرص
راندن	=	ہانکنا
خستگان	=	تھکے ہوئے لوگ، واحد، خستہ
طعنہ	=	لعنت، ملامت، بری بھلی بات
جان خستن	=	تھکا دینا، شکستہ دل بنا دینا
خلق	=	مخلوق، جمع: خلائق
دل رنجاندن	=	دل دکھانا
سلیمان شدن	=	مراد ہے، بادشاہ و حاکم ہونا
ثروت	=	دولت، مالداری
جاہ	=	مرتبہ
دیو	=	بھوت، شیطان
ترساندن	=	ڈرانا
درافتادگان	=	مجبور لوگ، واحد: درافتادہ
ستم	=	ظلم
نوشاندن	=	پلانا
خوشہ	=	گچھا، بالی
ھرکجا	=	جس جگہ، جہاں کہیں
خرمن	=	کھلیان

سوزاندن	=	جلا ڈالنا
گم رھان	=	بھٹکے ہوئے لوگ، واحد: گمراہ
رفیق	=	دوست، جمع: رفقا
رفیق براہ بودن	=	مددگار ہونا، ساتھ ساتھ اور ہم خیال ہونا
سرپیچاندن	=	منہ موڑنا، انکار کرنا
پنہاں	=	پوشیدہ
پیدا	=	ظاہر، کھلا ہوا
پوشاندن	=	چھپانا، پردہ ڈالنا
گویمت (گویم + ت)	=	میں تمھیں بتاؤں، ”ت“ یہاں ضمیر متصل مفعولی ہے۔
زان کہ (از + آن + کہ)	=	اس لیے کہ، کیوں کہ
نکتہ	=	خاص بات، جمع: نکات
بایدت (باید + ت)	=	تمھیں چاہیے
خواندن	=	پکارنا، پڑھنا
نکتہ خواندن	=	کسی خاص بات کو سمجھ لینا اور جان لینا
خار	=	کانٹا، ضدِ گل
عاجز	=	مجبور
کندن	=	کھودنا، اُکھاڑنا
خار کندن	=	کانٹا نکالنا
گرد	=	دھول
افشاندن	=	جھاڑنا، چھڑکنا

غور کرنے کی باتیں

- ''شرطِ نیک نامی'' ایک خوبصورت اخلاقی نظم ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ نیک نامی یعنی اچھا نام پانے کی کیا شرط ہے؟ شاعرہ نے کہا ہے کہ گھمنڈ کے راستہ پر چل کر حرص اور لالچ بڑھاتے چلے جانا، مجبوروں اور پریشان حال لوگوں کے دل توڑنا، خدا کی مخلوق کو دُکھ دینا، دوسروں کو بھوت یعنی بے بنیاد باتوں سے ڈراتے رہنا اور اس طرح انھیں دھوکا دے کر خود دولت اور مرتبے کا مالک بن جانا نیک نامی نہیں ہے۔ مجبوروں کو ستانے، انھیں شہد کی جگہ زہر پلانے یعنی انھیں فریب دینے اور اپنے ہوس کی خاطر کھلیانوں کو جلا دینے سے نیک نامی نہیں مل سکتی۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کا ساتھ دینے، عقل کی باتوں سے منہ موڑ لینے، دوسروں کے عیب دکھانے اور اپنے عیب چھپانے سے بھی نیک نامی ہاتھ نہیں آتی بلکہ اچھا نام پانے کی شرط یہ ہے اور یہی یاد رکھنے کی خاص بات بھی ہے کہ مجبوروں کی مدد کرنے، ان کے پیروں سے کانٹے نکالنے یعنی ان کی ترقی کے راستے کھولنے اور ان کے دامن سے گرد جھاڑنے یعنی ان کی مشکلیں، مجبوریاں اور پریشانیاں دور کرنے اور انھیں سہارا اور تسلی دینے سے ہی نیک نامی مل سکتی ہے۔ نظم کا آخری شعر بہت ہی اہم ہے جس میں مرکزی خیال بیان کیا گیا ہے۔ نظم نگار کا مقصد اصل میں یہی بتانا ہے کہ ہم ان باتوں سے بچیں جو نیک نامی سے دور لے جاتی ہیں اور وہ باتیں اپنائیں جن سے نیک نامی ملتی ہے۔
- دو لفظوں کے جوڑ کو جو فارسی قواعد کے مطابق ہو ''ترکیب'' کہا جاتا ہے۔ اس نظم میں اس کی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں، جیسے رہ عُجب، خنگ آز، خوشۂ ہوس، یہ اضافت کی ترکیبیں ہیں اور ان میں ایک خاص قسم کی خوبصورتی اور انوکھے پن کے ساتھ ایک خاص قسم کا اشارہ بھی ہے، جسے ''استعارہ'' کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل آپ اگلی کتابوں میں پڑھیں گے۔ اس نظم میں محاوروں کا استعمال بھی ہے اور بہت سارے مصدر بھی سامنے آتے ہیں۔
- نظم کا آخری دو شعر دیکھیں فعل کے آخر میں ضمیر پیوستہ (ش - ت - م) ہو تو وہ فاعل یا مفعول حرف کا معنی دیتی ہے۔ اس کی مثالیں یہاں موجود ہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر یا کسی فعل کے پہلے اگر کوئی صرف (ب - ن - م)) جوڑا جاتا ہے اور اس مصدر یا فعل کا پہلا حرف ''الف'' ہوتا ہے تو اس حالت میں وہ ''ی'' سے بدل جاتا ہے۔ آخری شعر میں ''بیفشاندن'' اسی کی مثال ہے۔

❖ نظم میں ایک ربط اور سلسلہ کے ساتھ خیال آگے بڑھتا ہے اور بات اپنے اَوج تک پہنچتی ہے۔ یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔ نیک نامی کی شرط کے تعلق سے خیال آگے بڑھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ نیک نامی کی اصل شرط نتیجہ کے طور پر سامنے آئی ہے۔

معروضی سوالات

۱۔ پروین کس صدی کی شاعرہ ہیں؟

۲۔ پروین کا پورا نام کیا ہے؟

۳۔ پروین کس خاندان کی بیٹی تھیں؟

۴۔ پروین کے دادا کا نام بتایئے۔

۵۔ پروین کی ولادت کہاں ہوئی؟

۶۔ ''یفشانذن'' اصل میں کیا ہے؟

۷۔ جس قبرستان میں پروین کو دفن کیا گیا اس کا نام بتایئے۔

۸۔ جوڑے ملایئے:

۱۹۰۶ء	پروین کا سال فراغت
کرمانشاہ	پروین کا مدفن
تہران	پروین کی جائے وفات
۱۹۲۵ء	پروین کی وفات کا سال
قم	پروین کی سسرال
۱۹۴۱ء	پروین کا سال ولادت

تفصیلی سوالات

۱۔ پروین اعتصامی کے حالات زندگی لکھیے۔

۲۔ نظم ''شرط نیک نامی'' کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

۳- درج ذیل کی اصل بتائیے:

گویمت بایدت زانکہ

۴- معنی لکھیے:

درافتادن سرپیچیدن دل رنجاندن جان خستن خار از پا کندن

۵- تشریح کیجیے:

نیک نامی نباشد از رہ عُجب
خنگ آز و ھوس ھمی راندن

۶- درج ذیل کا مطلب لکھیے:

گویمت شرط نیک نامی چیست
زانکہ این نکتہ بایدت خواندن

خاری از پای عاجزی کندن
گردی از دامنی بیفشاندن

مشق

۱- اس نظم میں آنے والے مصدروں کو جمع کیجیے اور ان کے مضارع لکھیے۔

۲- درج ذیل کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے:

رہ عُجب ....
خنگ آز ....
گویمت ....
در اُفتادگان ....
خلق خدا ....

مثنوی

مثنوی کا شمار فارسی شاعری کی اہم صنفوں میں ہوتا ہے۔ لغت کے لحاظ سے یہ عربی کے لفظ مثنیٰ سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں دو (۲)۔ چونکہ مثنوی کے ہر بیت کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اس لیے اس کو مثنوی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ ایک ہیئتی صنف میں شمار ہوتی ہے۔ مضمون کے اعتبار سے یہ ایک موضوعی صنف بھی ہے۔ کیوں کہ یہ کسی نہ کسی موضوع پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں قصے کا ہونا ضروری ہے۔

مثنوی کے لیے ہلکے اور سادہ اوزان اور چھوٹی بحروں کا استعمال ہوتا ہے۔ عموماً اس کے لیے آٹھ بحروں سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن شاعروں نے اس کے لیے دوسری بحریں بھی استعمال کی ہیں۔ فارسی میں ہر قسم کے مضامین کی مثنویوں کا بڑا ذخیرہ دستیاب ہے۔ ان ساری مثنویوں کا ذکر طوالت سے خالی نہیں لیکن یہاں صرف چند مثنویوں کا ذکر ضروری ہے، اور وہ ہیں فردوسی کی رزمیہ مثنوی ''شاہنامہ'' مولانا روم کی ''مثنوی معنوی'' اور اخلاقی مثنوی کے طور پر شیخ سعدی کی ''بوستاں''۔ عشقیہ مثنوی میں مولانا جامی کی ''یوسف زلیخا'' اور ''خسرو شیریں'' ہیں۔

مولانا روم

فارسی ادب میں اعلیٰ ترین صوفی شاعر کی حیثیت سے حضرت مولانا جلال الدین رومیؔ کا نام معروف و مشہور ہے۔ فارسی کی تاریخ میں ان کا دور آخری تاتاریہ عہد یا منگولیہ دور سے وابستہ ہے۔ وہ اپنی بیش بہا علمی و ادبی اور متصوفانہ گرانقدر خدمات کی وجہ سے بڑے ہی عزت و احترام کے ساتھ یاد کیے جاتے ہیں۔ بلکہ عالمی سطح پر وہ عارف شعرا میں اور ان کی مثنوی ادبیات عالیہ میں شمار کی جاتی ہے۔

مولانا روم کا اصل نام جلال الدین محمد لقب ''مولانا روم'' ہے اور عرفیت ''مولوی'' ہے۔ ان کے والد ماجد کا نام شیخ بہاء الدین ولَد تھا جو اپنے وقت کے بلند پایہ بزرگ، صوفی اور عالم تھے۔ مولانا روم کی ولادت ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء) میں مردم خیز شہر بلخ میں ہوئی۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) میں والد کے انتقال کے بعد تحصیل علم کے لیے شام گئے اور سات برسوں تک دمشق میں مزید تعلیم کے لیے قیام پذیر رہے۔ اس سفر سے قبل ان کا عقد مسنونہ ہو چکا تھا۔ مولانا روم نے دمشق کے قیام کے دوران ہی حضرت شمس تبریزؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ ۶۶ برس کی عمر میں ۷۱۲ھ (۱۲۷۳ء) میں تپ محرقہ کی وجہ سے فوت کر گئے اور اپنے والد ماجد مرحوم کے مقبرے میں قونیہ شہر میں مدفون ہوئے۔

فوائدِ ادب

از خدا جوئیم توفیقِ ادب
بی ادب محروم ماند از فضلِ رب

بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ھمہ آفاق زد

ھرچہ آید بر تو از ظلماتِ غم
آن ز بیباکی و گستاخی ست ھم

از ادب پُرنور گشت ست این فلک
وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

بد ز گستاخی کسوفِ آفتاب
شد عزازیلی ز جرأت ردِ بابؑ

گر خدا خواھد کہ پردہ کس دَرَد
میلش اندر طعنۂ پاکان زند

بی ادب گفتن سخن با خاصِ حق
دل بمیراند، سیہ دارد ورق

(مثنویٔ معنویٔ مولانا روم)

مشکل الفاظ کے معانی

جوئیم	=	ہم لوگ تلاش کریں
ماند	=	رہ گیا
داشت	=	رکھا
بد	=	بُرا
ھمہ	=	تمام
آفاق	=	آسمان کا کنارہ، اُفق کی جمع
ظلمات	=	تاریکیاں، ظلمت کی جمع
نور	=	روشنی
گشت	=	پھیرا
فلک	=	آسمان
مَلک	=	فرشتہ / مَلِک: بادشاہ / مُلک: دیش / مِلک: جائیداد
بد	=	بود کا مخفف
کسوفِ آفتاب	=	سورج گرہن
عزازیل	=	سب سے بڑا شیطان، ابلیس
جرأت	=	ہمت
میلش (میل + اش)	=	اس کی پسند، اس کی چاہت
بمیراند (ب + میراند)	=	مردہ بناتا ہے
سیہ (سیاہ)	=	کالا
ورق	=	کتاب کا ورق، یہاں پر کردار کے معنی میں

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

غور کرنے کی باتیں

❖ مثنوی مولانا روم: فارسی مثنوی کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً رزمیہ، بزمیہ، عارفانہ اور اخلاقی وغیرہ مولانا روم کی مثنوی عارفانہ ہے اور ان کی مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے۔ مولانا روم کی شہرہ آفاق مثنوی چھ دفتروں اور ۲۶ ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔ یہ آپ کے مرید خاص حسن حسام الدین چلپی کی فرمائش پر دس سال (۱۲۷۳ھ) میں مکمل ہوئی۔

مثنوی معنوی بلاشبہ تصوف کی تعلیم دیتی ہے۔ اس میں حکایتوں کے ذریعے تصوف کے معاملات اور دیگر بڑے مسائل خوش اسلوبی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ مثنوی معنوی کی بہت ہی اہم خصوصیت یہ ہے کہ کوئی نکتہ یا کوئی خیال قرآن و حدیث کے خلاف پیش نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مولانا روم کی مثنوی میں معنویت اور گہرائی پیدا ہوگئی ہے۔ اس لیے مثنوی معنوی کو "ہست قرآن در زبانِ پہلوی" بھی کہا جاتا ہے۔

❖ داخلِ نصاب مثنوی میں ادب کے فائدے: باادب انسان پر اللہ کی رحمت اور بخشش ہوتی ہے۔ بے ادب لوگوں کی خرابی دوسروں پر بھی خراب اثر ڈالتی ہے۔ گستاخی اور بے ادبی سے پریشانیاں آتی ہیں اور بے عزتی ہوتی ہے۔ عزازیل اپنی نافرمانی اور بے ادبی کی وجہ سے ہی اللہ کے دربار سے نکالا گیا اور ابلیس بنا دیا گیا۔ اللہ والوں اور بڑوں کے ساتھ بے ادبی سے گفتگو کرنا دل کو مرجھاتا ہے اور کردار میں خرابی پیدا کرتا ہے۔

معروضی سوالات

۱- ایران کے سب سے بڑے صوفی شاعر کون ہیں؟

۲- مولانا روم کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی تھی؟

۳- مولانا روم کس دور کے شاعر ہیں؟

۴- مولانا روم کے والد ماجد کا نام بتایئے۔

۵- مولانا روم کا انتقال کب اور کہاں ہوا تھا؟

۶- والد ماجد کے انتقال کے بعد مولانا روم تحصیل علم کے لیے کہاں کہاں گئے تھے؟

۷- مولانا روم کی وفات کس بیماری کی وجہ سے ہوئی تھی؟
۸- مولانا روم کس بزرگ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے؟
۹- مثنوی کس لفظ سے ماخوذ ہے؟
۱۰- کیا مثنوی کا ہر بیت ہم قافیہ ہوتا ہے؟
۱۱- مثنوی کی خاص قسموں کے نام بتائیے۔
۱۲- مثنوی معنوی میں کتنے دفاتر اور کتنے اشعار ہیں؟
۱۳- پہلوی زبان کا قرآن کسے کہا جاتا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- مولانا جلال الدین رومیؔ کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالیے۔
۲- مثنوی فوائد ادب کا مفہوم لکھیے۔
۳- فوائد ادب کی خاص باتوں کی وضاحت کیجیے۔
۴- مثنوی کسے کہتے ہیں؟ مثنویِ مولانا روم کے بارے میں چند جملے لکھیے۔
۵- درج ذیل دو ابیات کی تشریح کیجیے:

بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ھمہ آفاق زد
از ادب پُرنور گشت ست این فلک　　وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

عملی خاکہ

۱- درج ذیل ترکیبوں کا مفہوم اپنی کاپی پر لکھیے۔

توفیق ادب　　فضل رب　　ردِ باب　　کسوف آفتاب

۲- درج ذیل الفاظ کے مصادر، فعل اور صیغے لکھیے:

جوئیم　　داشت　　آید　　گشت　　خواهد

قِطعَہ

قطعہ کے لغوی معنیٰ کسی چیز کا حصہ یا ٹکڑا ہے۔ اس کی جمع قِطَع ہے۔ القِطعَةُ مِنَ الشِّعرِ = دس یا سات یا اس سے کم اشعار کی نظم (مصباح اللغات عربی، صفحہ ۶۹۱)

شاعری کی اصطلاح میں قطعہ وہ صنف شاعری ہے جس میں کم سے کم دو اشعار ہوں۔ لیکن زیادہ کی کوئی حد متعین نہیں۔ اس میں مطلع ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا ہے۔ یہ کسی قصیدہ یا غزل کا حصہ بھی ہوتا ہے اور کبھی ان سے علیحدہ بھی۔

معنوی اعتبار سے قطعہ کے اشعار ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں اور سب کسی ایک مرکزی خیال کو بیان کرتے ہیں۔

شیخ سعدیِ شیرازی

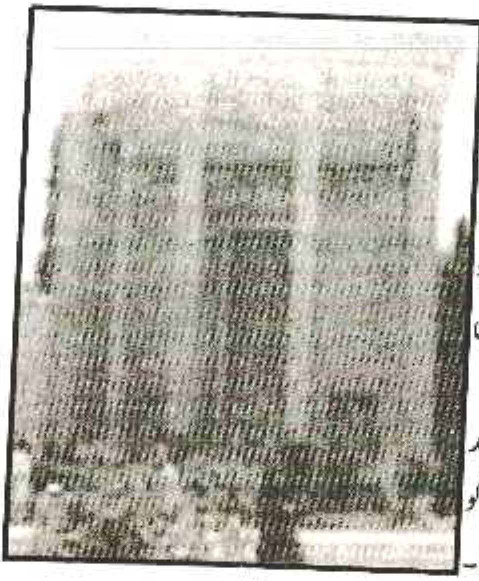

مزارِ سعدی

شیخ سعدی کا اصل نام مشرف الدین یا مصلح الدین تھا۔ ان کی پیدائش شیراز میں ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوئی تھی۔ ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت شیراز میں ہی ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ مزید تعلیم کے لیے بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں مدرسہ نظامیہ میں اپنی تعلیم کو مکمل کیا۔ علوم ظاہری کے ساتھ انھوں نے باطنی علوم و معارف بھی حاصل کیے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مریدین کے حلقہ میں داخل ہوئے۔

تیس برسوں تک ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی۔ بعد ازاں اپنے وطن شیراز واپس آئے اور اپنے تجربات و احساسات کو نظم آمیز نثر میں چھ ماہ کی مختصر مدت میں بنام ''گلستان'' مرتب کیا۔ یہ کتاب ۶۵۶ھ میں تصنیف ہوئی تھی۔ اس میں ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب ہیں۔ یہ مقفّی نثر اور نظم آمیز نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ اس کے اسلوب کی پیروی بہت سے لوگوں نے کرنا چاہی، لیکن وہ ناکام رہے۔ اس کے ترجمے دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ان کی دوسری اہم کتاب بوستان ہے، جو سراسر نظم میں ہے۔ اس کے دس ابواب ہیں۔ تاریخ وفات ۶۹۱ھ ہے۔

شامل نصاب قطعہ انجمن اقوام متحدہ کے ایوان میں آویزاں ہے۔

قطعات

(۱)

بنی آدم اعضای یک پیکرند — کہ در آفرینش ز یک گوھرند
چو عضوی بدرد آورد روزگار — دگر عضوھا را نماند قرار
تو کز محنتِ دیگران بی غمی — نشاید کہ نامت نہند آدمی

(سعدی)

مشکل الفاظ کے معانی

بنی آدم	=	انسان
اعضا	=	جسم کے حصے، عضو کی جمع
پیکر	=	جسم
آفرینش	=	پیدائش، آفریدن کا حاصل مصدر
گوہر	=	موتی۔ یہاں مادّہ مراد ہے۔
درد	=	تکلیف

روزگار	=	زمانہ
محنت	=	تکلیف، مصیبت

غور کرنے کی باتیں

- تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔ اس لیے ان میں ہمدردی اور غمگساری کا مادّہ ہونا چاہیے۔ اگر ان میں یہ صفت، نہیں ہے تو انھیں آدمی ہی نہیں کہنا چاہیے۔ جس طرح انسان کے جسم کے کسی عضو کو تکلیف یا چوٹ پہنچتی ہے تو اس کے جسم کے سارے عضو اس سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ تکلیف کو سارے عضو محسوس کرتے اور اپنا درد سمجھتے ہیں۔
- شیخ سعدی نے اپنے دعویٰ میں جو دلیل دی ہے۔ یہ ہر انسان کا ذاتی تجربہ ہے۔ اسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اس لیے دنیا کے سارے انسانوں میں محبت و اُلفت ہونی چاہیے۔ دُکھ اور تکلیف میں ایک دوسرے کا غمخوار اور غمگسار ہونا چاہیے۔

سادگی کے ساتھ عام فہم زبان میں انسان دوستی اور بشر نوازی کا سبق اس سے بہتر انداز میں ممکن نہیں معلوم ہوتا۔

معروضی سوالات

۱۔ شیخ سعدی کی پیدائش کب ہوئی تھی؟

۲۔ یہ قطعہ سعدی کی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟

۳۔ انسانی جسم کی کیا خصوصیت ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- صنف قطعہ کی تعریف کیجیے۔

۲- نصاب میں شامل پہلے قطعے کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے۔

مشق

۱- فارسی میں واحد و جمع بنانے کے قاعدے لکھیے اور زیرِ سبق قطعے میں اس کی مثالیں تلاش کیجیے۔

۲- انسان دوستی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ چند جملے لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیے۔

(۲)

نہ مرد است آن بنزدیک خردمند　　　　که با پیل دمان پیکار جوید
بلی مرد آن کس ست از روی تحقیق　　　　که چون خشم آیدش باطل نگوید

(سعدیؔ)

مشکل الفاظ کے معانی

خردمند	=	عقلمند
پیل	=	ہاتھی
پیل دمان	=	مست ہاتھی، حملہ کرنے والا ہاتھی
پیکار	=	جنگ
خشم	=	غصہ
ش	=	اس کو۔ ضمیر متصل مفعولی واحد غائب
باطل	=	غلط، جھوٹ

غور کرنے کی باتیں

- اس قطعے میں سعدی نے یہ نصیحت کی ہے کہ ہمیں اپنے سے زیادہ طاقت ور آدمی سے نہیں جھگڑنا چاہیے۔ اس سے اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔
- دوسری نصیحت یہ کی ہے کہ غصے کی حالت میں غلط اور بُری بات نہیں کہنا چاہیے۔ اچھے انسان کی یہی علامت ہے۔

معروضی سوالات

۱۔ سعدی کی وفات کب ہوئی؟
۲۔ وہ بغداد کس لیے گئے تھے؟
۳۔ قطعے میں شعروں کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟

مشق

۱۔ قطعہ کا اردو میں ترجمہ کیجیے۔
۲۔ شیخ سعدی کی نصیحت کو وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

رباعی

رباعی فارسی شاعری کی ایک مشہور صنف ہے اور اس کی ایجاد کا سہرا ایرانیوں کے سر ہے۔ رباعی کو "دوبیتی" اور "چہار مصراعی" بھی کہا جاتا ہے۔ قدیم فارسی میں اس کو ترانہ بھی کہا جاتا تھا۔ "رباعی" کے معنی "وہ کلمہ جس کے اصلی حرف چار ہوں" کے ہیں اور یہ عربی زبان کے لفظ "ربع" سے مشتق ہے۔ رباعی ایک ایسی صنف ہے جس کی بنیاد سانچہ پر ہے۔ رباعی کے اوزان مقرر ہیں۔ سب سے مشہور وزن "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" ہے۔ رباعی اپنی خاص اور مقررہ بحر میں ہی کہی جاتی ہے۔ رباعی کے لیے چار مصرے مقرر ہیں۔ ان میں سے تیسرے مصرے کو چھوڑ کر باقی تینوں مصرے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ رباعی میں مطلع ہوتا ہے لیکن شاعر اپنا تخلص استعمال نہیں کرتا یعنی مقطع نہیں ہوتا۔ یہ صورت اور چار مصرے اور خاص وزن کی قید، رباعی کو دیگر اصناف خصوصاً دو شعر والے قطعہ سے الگ کرتی ہے۔ رباعی کے تیسرے مصرعہ میں بھی کبھی کبھی شاعر قافیہ لاتا ہے اس کی اسے اجازت ہے۔ مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ رباعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ چار مصرعوں کو ملا کر ایک مطلب سامنے آئے۔ رباعی کا آخری مصرع جتنا زوردار ہوتا ہے رباعی اتنی ہی شاندار اور کامیاب سمجھی جاتی ہے۔

رباعی تیسری یا چوتھی صدی ہجری میں ایجاد ہوئی۔ مشہور روایت کے مطابق فارسی میں جس نے سب سے پہلے رباعی کہی وہ فارسی شاعری کا باوا آدم رودکی سمرقندی ہے۔ یہ صنف زیادہ تر فلسفیوں اور صوفیوں کے یہاں پروان چڑھتی رہی ہے۔ عنصری، خواجہ عبداللہ انصاری، ابوسعید ابوالخیر، سحابی اور سرمد وغیرہ رباعی کے بڑے شاعر شمار ہوتے ہیں۔ رباعی کا سب سے نامور اور سب سے بڑا شاعر عمر خیام ہے۔ آپ کی اس نصابی کتاب میں بابا طاہر عریاں ہمدانی اور بابا افضل کی دو دو رباعیاں شامل کی گئی ہیں۔

ABDIEL SOLUTIO

باباطاہر عریان ہمدانی

فارسی رباعیوں کی دنیا میں جن شاعروں کو شہرت ملی ہے ان میں باباطاہر عریاں بھی شامل ہیں۔ ان کی ولادت چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں ہمدان میں ہوئی اور ہمدان ہی میں پانچویں صدی ہجری کے وسط میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کا مزار ہمدان کے مغربی جانب واقع ہے۔

باباطاہر عریاں اپنے وقت کے ایک صوفی شاعر تھے۔ ۴۴۷ھ میں ہمدان میں سلجوقی بادشاہ طغرل سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ باباطاہر کی زندگی کے حالات کہیں نہیں ملتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے پوری زندگی گمنامی اور گوشہ نشینی میں بسر کی۔ باباطاہر نے اگرچہ فارسی اور عربی میں چند صوفیانہ رسالے بھی لکھے ہیں، لیکن ان کی اصل شہرت ان کی رباعیوں سے ہے۔ قدیم کتابوں میں باباطاہر کی رباعیوں کو ''فہویات'' کہا گیا ہے۔ ان کی رباعیوں کی زبان اگرچہ قدیم اور دیہی زبان ہے لیکن ان کی سادگی اور عام فہم انداز نمایاں ہے۔ انھوں نے بہت ہی میٹھے اور دلچسپ انداز میں اپنے صوفیانہ خیالات پیش کیے ہیں۔

رباعیاتِ باباطاہرِعریان

(ا)

دلی دارم خریدار محبت
کزو گرم است بازار محبت
لباسی بافتم بر قامتِ دل
ز پود محنت و تارِ محبت

…کال الفاظ سے معانی

…ی (دل+ی)	=	ایک دل، کوئی دل
…زو (کہ+از+او)	=	جس سے
…تم	=	میں نے بُنا (بافتن سے ماضی مطلق واحد متکلم)
…امت	=	قد، جسم
…ود	=	بانا
…ار	=	تانا، سوت

(۲)

دلا غافل ز سبحانی چہ حاصل
مطیع نفس شیطانی چہ حاصل
بوَد قدر تو افزوں از ملائک
تو قدر خود نمی دانی چہ حاصل

مشکل الفاظ کے معانی

دلا (دل + الف ندا)	=	اے دل
سبحانی (سبحان + یای نسبت)	=	یہ لفظ خدائے تعالیٰ سے منسوب ہے۔ سبحان کے معنی ہیں پاک، خدا کو پاک سے یاد کرنا اور "سبحانی" سے مراد ہے: خدا کی یاد۔
چہ حاصل	=	کیا فائدہ
مطیع	=	فرماں بردار
نفس شیطانی	=	مراد ہے بُرائی کی طرف لے جانے والی خواہش۔ اس کو نفس امارہ بھی کہا جاتا ہے۔
قدر	=	مرتبہ، مقام
افزوں	=	زیادہ
ملائک	=	فرشتے، واحد، ملک

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

غور کرنے کی باتیں

- بابا طاہر عریاں ہمدانی کی رباعیاں آپ نے پڑھیں۔ یہاں پہلی رُباعی میں دل اور محبت کا رشتہ بتایا گیا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ میں ایک ایسا دل رکھتا ہوں جو محبت کا خریدار یعنی محبت کا قدر دان ہے اور اسی سے بازار محبت گرم ہے۔ اور اس کی رونق برقرار ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ میں نے دل کے لیے ایک ایسا بھرپور، مناسب اور موزوں لباس بُن لیا ہے، جس کے تانے بھی محبت سے بنے ہیں اور جس کے بانے بھی محبت سے پُر کیے گئے ہیں۔ اس رباعی میں شاعر نے اپنی طرف نسبت دے کر اشارے کی زبان میں جو کچھ کہا ہے اس کا مطلب ہمیں یہ پیغام دینا ہے کہ ہم محبت بھرا دل پیدا کریں اور محبت کی قدر کرتے رہیں۔
- دوسری رباعی میں شاعر اپنے دل سے مخاطب ہے اور اس نے سوالیہ انداز میں کہا ہے کہ اگر تم بُری خواہشوں پر چل رہے ہو اور اللہ کی یاد سے غافل ہو تو اس کا کیا فائدہ؟ تمھارا مرتبہ فرشتوں سے بڑھ کر ہے لیکن تم خود اپنا مقام اگر نہیں سمجھتے تو پھر کیا حاصل؟ شاعر کے بیان کا مقصد اس کے مذکورہ مضمون سے بھی ظاہر ہے۔ یہ رباعی در پردہ یہی پیغام دیتی اور یہی سکھاتی ہے کہ ہم خدا کو دل سے یاد کریں اور بُرے کاموں سے بچتے رہیں۔
- اسم کے آخر میں "ی" جوڑنے سے ایک یا کوئی کا معنی پیدا ہوتا ہے۔ ایسی "ی" یائے تنکیری کہلاتی ہے۔ اسی طرح "ی" جوڑنے سے نسبت کا معنی بھی بنتا ہے۔ یہ "ی" یائے نسبتی کہلاتی ہے۔ یوں ہی اسم کے آخر میں "الف" جوڑنے سے "اے" یعنی پکار کا معنی دیتا ہے۔ اسے الف ندا کہتے ہیں۔ غور کریں کہ بابا طاہر کی رباعیوں میں ان سب کی مثالیں موجود ہیں۔
- شاعری میں بہت سی باتیں خاص طرح کے اشاروں میں کی جاتی ہیں۔ شاعر نے سوالیہ طرز اپنایا ہے اس کا مقصد ہمیں سمجھانا اور ہماری عقل کو بڑھانا ہے۔ اسی کو "تحریک ذہنی" سے کام لینا کہا جاتا ہے۔
- بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو ضرورت کے تحت ہلکا کر کے استعمال میں لائے جاتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ لفظ کا حرف کم کر دیا جاتا ہے۔ یا کئی لفظ مل کر ایک لفظ کا روپ لے لیتا ہے۔ ایسے لفظ کو مخفف کرنا بھی کہتے ہیں۔ ایسے مخفف الفاظ بھی ان رباعیوں میں موجود ہیں۔

ABDIEL SOLUTIONS ADSOL PAK

معروضی سوالات

۱- بابا طاہر عریاں کہاں پیدا ہوئے؟

۲- طغرل بادشاہ سے بابا طاہر عریاں کی ملاقات کب ہوئی؟

۳- بابا طاہر کس صدی ہجری کے شاعر ہیں؟

۴- بابا طاہر کی شہرت کس صنف شاعری میں ہے؟

۵- قدیم کتابوں میں بابا طاہر کی رباعیات کو کیا کہا گیا ہے؟

۶- "نفس شیطانی" کا دوسرا نام کیا ہے؟

۷- سبحانی سے کیا مراد ہے؟

۸- بابا طاہر کے حالات کیوں نہیں ملتے؟

تفصیلی سوالات

۱- بابا طاہر کی کسی ایک رباعی کا خلاصہ لکھیے۔

۲- "بابا طاہر عریاں اور ان کی رباعیات" کے عنوان سے مختصر نوٹ لکھیے۔

۳- درج ذیل کی اصل بتایئے:

ز   کزو   دلی   دلا

۴- درج ذیل کی تعریف مثال کے ساتھ لکھیے:

یائے نسبتی   مخفف لفظ   الف ندائیہ   یائے تنکیری

مشق

۱- بابا طاہر عریاں کی کوئی ایک رباعی زبانی یاد کیجیے۔

۲- بابا طاہر کی دونوں رباعیوں کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھ کر استاد کو دکھایئے۔

۳- درج ذیل خانوں کو اس طرح بھریے کہ گردان مکمل ہو جائے:

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
				بافتم	
		می دانی			
			دارید		

نام افضل الدین محمد اور والد کا نام حسین مرقی کاشانی ہے۔ بابا افضل کے نام سے مشہور ہیں۔ مرق دراصل کاشان کا ایک علاقہ ہے اور وہ اسی علاقے کے رہنے والے تھے۔ اسی مناسبت سے انھیں بابا افضل کاشانی کہا جاتا ہے۔ وہ ساتویں صدی ہجری کے فلسفیوں، ادیبوں اور شاعروں میں شمار ہوتے ہیں اور اپنی عرفیت یعنی "بابا افضل" سے ہی جانے جاتے ہیں۔ بابا افضل کی وفات کا سال ۷۰۷ ہجری ہے۔ وہ اپنے دور کے ایک صوفی منش شاعر گذرے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے مقربین میں تھے۔ بابا افضل نے اگرچہ نثر میں بھی کئی کتابیں لکھی ہیں جیسے "جاودان نامہ"، "انشا نامہ"، "رہ انجام نامہ" اور "رسالہ در منطق" وغیرہ لیکن ان کی اصل شہرت ان کی رباعیوں سے ہے۔ بابا افضل کاشانی کی رباعیوں کا مجموعہ ایران سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کی رباعیوں میں بالعموم صوفیانہ خیالات پائے جاتے ہیں اور اخلاق و نصیحت کی باتیں ملتی ہیں۔

رباعیات بابا افضل کوھی

(۱)

کم گو و بجز مصلحتِ خویش مگوی
چیزی کہ نپرسند تو خود پیش مگوی
گوش تو دو دادند و زبان یکی
یعنی کہ دو بشنو و یکی بیش مگوی

مشکل الفاظ کے معانی

بجز	=	سوائے
گوش	=	کان
بیش	=	زیادہ
یکی بیش	=	ایک سے زیادہ

(۲)

ای آنکه شب و روز خدا می طلبی
کوری اگر از خویش جدا می طلبی
حق با تو بهر زمان سخن می گوید
سر تا قدمت منم کرا می طلبی

مشکل الفاظ کے معانی

ای آنکہ	=	اے وہ شخص، جو کہ
طلبیدن	=	بلانا، چاہنا، یہاں مراد ہے ڈھونڈنا
کور	=	اندھا
کوری: (کور+ی)	=	تو اندھا ہے
حق	=	خدائے تعالیٰ
بہر زمان	=	ہر زمانے میں، ہمیشہ
سخن گفتن	=	بات کہنا

سخن می گوید	=	بتا رہا ہے
سر تا قدم	=	سر سے پاؤں تک
قدمت (قدم + ت)	=	تمھارا قدم
منم (من + ام)	=	میں ہوں
کرا (کہ + را)	=	کس کو

غور کرنے کی باتیں

- بابا افضل کوہی کی پہلی اخلاقی و ناصحانہ رُباعی کے مضمون کا تعلق گفتگو کے آداب اور کم بولنے کے فائدے اور فلسفے سے ہے۔ یہاں شاعر نے کہا ہے کہ ''کم بولو'' یعنی صرف مصلحت اور ضرورت کے تحت ہی بولو اور جب تک تم سے پوچھا نہ جائے اُس وقت تک خود سے آگے بڑھ کر نہ بولو۔ تمھیں دو کان ملے ہیں اور ایک زبان۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جب دو باتیں سن لو، تب ہی ایک بات کہو۔ اس رباعی کا مقصد ہمیں یہ بتانا ہے کہ ہم گفتگو میں احتیاط اور سلیقہ سے کام لیں۔
- دوسری رباعی میں بابا افضل کوہی نے ایسے شخص کو مخاطب کیا ہے جو اپنے خیال کے مطابق دن رات خدا کو ڈھونڈتا رہتا ہے اور بتایا ہے کہ اگر تم خدا کو اپنے آپ سے یعنی اپنے دل سے باہر ڈھونڈ رہے ہو تو تم بینا نہیں، نابینا ہو۔ کیوں کہ اللہ تو ہمیشہ تمھیں یہی بتا رہا ہے اور ہوشیار کر رہا ہے کہ میں تمھارے اندر ہوں۔ اس رباعی کا مضمون خالص صوفیانہ ہے اور مطلب یہی ہے کہ ہمیں اپنے رب کو اپنے دل میں ڈھونڈنا چاہیے۔ اللہ دلوں میں بستا ہے اور ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔
- ایک بات کے لیے دوسری بات کو شرط بنا دینا ''تعلیق'' کہلاتا ہے۔ بابا افضل کوہی کی دوسری رباعی میں اس کی مثال یوں ملتی ہے کہ ''کوری'' یعنی اندھا ہونے کی بات ایک شرط کے ساتھ کہی گئی ہے اور وہ بات لفظ ''اگر'' کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

◆ شاعر ایسے الفاظ لاتا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں اس کا نام "تضاد" ہے۔ غور کریں کہ باباکوہی کی رباعیوں میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔

معروضی سوالات

۱- باباافضل کا پورا نام بتایئے۔
۲- حسین مرقی کون تھے؟
۳- باباافضل کی وفات کب ہوئی؟
۴- باباافضل کہاں کے رہنے والے تھے؟
۵- باباافضل کے کسی نثری رسالہ کا نام بتایئے۔
۶- رباعی کا پہلا شاعر کون ہے؟
۷- رباعی کے سب سے بڑے شاعر کا نام بتایئے۔
۸- قدیم فارسی میں رباعی کو کیا کہا جاتا تھا؟
۹- رباعی کا مشہور وزن بتایئے۔
۱۰- باباافضل کس صدی ہجری کے شاعر ہیں؟
۱۱- شاعر نے "کوری" یعنی اندھا کس کو کہا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- رباعی پر ایک نوٹ لکھیے۔
۲- باباافضل کی زندگی اور ان کی ادبی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
۳- باباافضل کی کسی ایک رباعی کی تشریح کیجیے۔
۴- درج ذیل کی اصل لکھیے:

قدمت   کرا   منم   کوری

۵- جوڑے لگائیے:

بشنو	فعل نہی
پرسند	فعل ماضی
مگوی	فعل امر
داوند	فعل مضارع

مشق

۱- بابا افضل کی جو رباعی آپ کو زیادہ پسند ہو اسے زبانی یاد کیجیے۔

۲- فارسی کے سب سے بڑے رباعی گو شاعر عمر خیام کی کوئی رباعی تلاش کیجیے اور اپنی کاپی پر لکھیے۔

وندے ماترم

وندے ماترم

سُجلام سُفلام مَل یج شیتلام،

شسیے شیام لام ماتَرم

وندے ماتَرم!!

شُوبھر جیوتسنا پلکت یامینیم،

پھُل کوسومیت دُرم دَل شُوبھینیم

سُوہاسنیم سومدھر بھاشینیم،

سُوکھدام وَردام ماتَرم!!

وندے ماتَرم!!

DIEL SOLUTION

LALA-O-GUL

(Persian Textbook for Class-IX)

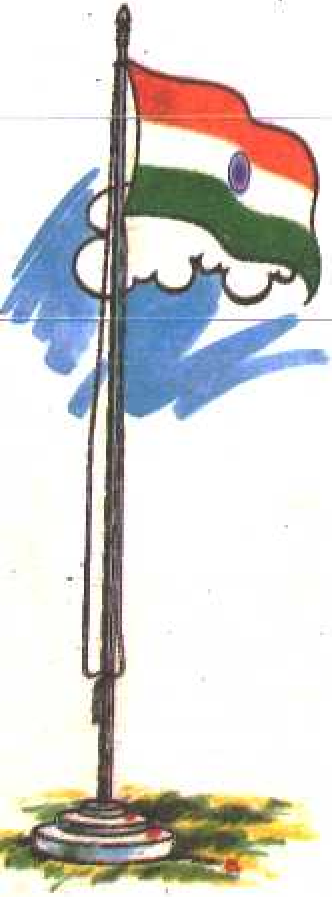

قومی ترانہ

جن گن من ادھینا یک جے ہے بھارت بھاگیہ ویدھاتا

پنجاب سندھ گجرات مراٹھا، دراوڑ اتکل بنگ

وندھیہ ہماچل، یمونا گنگا، اچھل جل دھی ترنگ

تو شبھ نامے جاگے، تو شبھ آشش مانگے

گاہے تو جے گاتھا

جن گن من ادھینا یک جے ہے بھارت بھاگیہ ویدھاتا

جے ہے، جے ہے، جے ہے! جے، جے، جے، جے ہے!!

ABDIEL SOLUTIONS
ABSOL
PATNA

बिहार स्टेट टेक्स्टबुक पब्लिशिंग कॉरपोरेशन लिमिटेड, बुद्ध मार्ग, पटना–1
BIHAR STATE TEXTBOOK PUBLISHING CORPORATION LTD., BUDH MARG, PATNA-1

आवरण मुद्रण : जन कल्याण प्रेस, पटना–4